خانہ میر محمد اسحاق صاحب
دار الانوار

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ

ایڈیٹر محمد یعقوب قاسم علی احمدی

البدر

قادیان

تاریخہائے اشاعت ہر انگریزی ماہ کی ۷، ۱۴، ۲۱، ۲۸

جلد ۲۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۸ اگست ۱۹۳۶ء | نمبر ۲۰

سلسلہ کی خبریں!

(۱) سیدنا امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت دھرم سالہ سے آئندہ اطلاع کی بناء پر رو بصحت ہے۔ الحمد للہ

(۲) **درخواست ہائے دعا**۔ بابو فتح محمد صاحب احمدی شرما کراچی اپنی ملازمت کے متعلق ابتلا میں ہیں احباب انکی بریت اور عافیت کیلئے دعا فرما کر ثواب حاصل کریں (۳) مکرمی غلام محمد صاحب میر یاڑی پورہ کشمیر احباب سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ انکی دینی دنیاوی بہبودی کیلئے دعا فرمادیں۔ اور ایک اہم کام اُن کا ہے اس میں کامیابی کے لئے دعا فرمادیں۔

وی پی واپس کنندگان کی خدمت میں میں نے ایک مفصل مضمون لکھا ہے۔ جو بوجہ عدم گنجایش اس مرتبہ شائع نہیں کیا گیا۔ آئندہ پرچہ میں نکلے گا۔ امید ہے کہ اس مہلت میں کچھ احباب اپنا اپنا بقایا بھیجدیں گے۔ تاکہ انکے اسماء گرامی اس شکایتی مضمون سے کاٹ دیئے جاویں

دُبلے۔ پتلے۔ کمزور ناتوانو! غور سے پڑھو!

امرت بوٹی!

پہاڑ اور جنگل کی بیس بوٹیوں کا جوہر ہے۔ طاقت کے لحاظ سے تمام مقوی ادویات کا سرتاج ہے۔ کوئی شخص کتنا ہی گیا گذرا کیوں نہ ہو اس کے استعمال سے عالم شباب کو حاصل کر لیتا ہے۔ امرت بوٹی چہرہ کو سرخ اور بدن کو موٹا تازہ کر کے معدہ۔ دل۔ تمام جسم کے پٹھوں کو پوری قوت دیتی ہے۔ سیر دل دودھ اور خوب مکھن کھا کر ہضم کر سکتے ہو۔ جریان۔ احتلام۔ سرعت کو دور کر کے الت کے پٹھوں کو مضبوط بناتی ہے۔ ان نوجوانوں کے لئے اکسیر ہے جنہوں نے عالم شباب میں اپنی قوت کا اپنے ہاتھوں سے ستیاناس کر ڈالا ہو۔ طلباء کے خواہش مند **لال امرت** بھی ساتھ ہی طلب کریں۔ قیمت امرت بوٹی ۲۱ روزہ خوراک عہ صرف علاوہ محصول ڈاک۔

لال امرت فی شیشی کلاں بارہ ۱۲ آنے (۱۲/)

بیمار دانت

دانتوں کی تمام امراض کے لئے۔ خون۔ پیپ۔ درد دندان۔ کرم دندان۔ کیڑا۔ ماس خورہ۔ ہلتے دانتوں کے لئے چار ادویات استعمال فرمادیں۔ جن کے استعمال سے دانتوں کی ہر بیماری کو آرام ہوتا ہے۔

کیمیکل پائرس پوڈر نمبر ۱ و نمبر ۲۔ پائیرس لوشن۔ امریکن گرنلپنر۔ جملہ قیمت عہ ۲ (دو روپیہ) علاوہ محصول ڈاک

ملنے کا پتہ۔ ڈاکٹر الیف خان حکیم حاذق ماہر امراض دندان کشمیری دواخانہ جالندھر چھاؤنی (پنجاب)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اِصلاحِ اعمال!

(۴)

راستبازی سے دشمن بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا

(از خالد بی۔ اے آنرز)

(۱) ان المسلمین والمسلمات والمؤمنین والمؤمنات والقانتین والقانتات والصّٰدقین والصّٰدقات والصّٰبرین والصّٰبرات والخٰشعین والخٰشعات والمتصدقین والمتصدقات والصائمین والصائمات والحافظین فروجھم والحٰفظات والذاکرین اللہ کثیرًا والذاکرات اعد اللہ لھم مغفرۃً واجرًا عظیمًا (الاحزاب پ۲۲)

ترجمہ۔ بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور ایمان لانیوالے مرد اور عورتیں۔ دعا کرنیوالے مرد اور عورتیں۔ سچ بولنے والے مرد اور سچ بولنے والی عورتیں۔ صبر کرنیوالے مرد اور عورتیں۔ عاجزی کرنیوالے مرد اور عورتیں۔ صدقہ دینے والے مرد اور عورتیں۔ روزہ رکھنے والے مرد اور عورتیں۔ شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور عورتیں۔ اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والے مرد اور عورتیں جو ہیں۔ ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور اجر عظیم تیار کیا ہے۔

(۲) یاایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین (توبہ ع۱۵) اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

(۳) فلو صدقوا اللہ لکان خیرًا لھم (محمد) اگر وہ اللہ تعالیٰ سے سچ بولتے۔ تو ان کے لئے یقیناً بہتر ہوتا۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ سچ نیکی کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ اور نیکی بہشت میں پہنچاتی ہے آدمی سچ بولتا ہے۔ یہاں تک کہ اللہ کے نزدیک صدیق لکھا جاتا ہے۔ جھوٹ نافرمانی سکھاتا ہے۔ اور نافرمانی دوزخ میں لے جاتی ہے۔ جو آدمی جھوٹ بولتا ہے۔ وہ جھوٹ بولتے بولتے اس حالت تک پہنچ جاتا ہے۔ کہ خدا کے حضور کذّاب لکھا جاتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

(۲) حسن بن علیؓ ابن ابی طالب سے روایت ہے۔ کہ مجھے یاد ہے رسول اللہ نے مجھے ارشاد کیا۔ چھوڑ دے اس چیز کو جس کے حلال و مفید ہونے میں تجھے شک ہو۔ اور اختیار کر وہ چیز جس کے حلال و مفید ہونے میں تجھے شک نہ ہو۔ صدق اطمینان کا باعث ہے۔ اور کذب میں شک ہے۔ (ترمذی)

(۳) حکم بن حزامؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بائع اور مشتری جب تک سودا کرنے کی مجلس سے الگ الگ نہ ہو جائیں۔ اس وقت تک انہیں اختیار ہے۔ اگر دونوں نے سچ کہا اور سب حال بیان کر دیا۔ تو ان کے مال میں برکت دی جاتی ہے۔ اور اگر چھپایا اور جھوٹ بولا تو سودے کی برکت زائل کر دی جاتی ہے۔ (بخاری و مسلم)

آقائنا حضرت مہدیٔ زمان فرماتے ہیں۔

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے۔ کہ تمہیں ایک ایسی جماعت بنائے۔ کہ تم تمام دنیا کے لئے راست بازی کا نمونہ ٹھہرو۔ سو تم اپنے درمیان سے ایسے شخص کو جلد نکالو۔ جو بدی اور شرارت اور فتنہ انگیزی اور بدنفسی کا نمونہ ہے۔"

(اشتہار ۲۹ مئی ۱۸۹۸ء)

"اے میری عزیز جماعت! یقیناً سمجھو۔ کہ زمانہ اپنے آخر کو پہنچ گیا ہے اور ایک صریح انقلاب نمودار ہو گیا ہے۔ سو اپنی جانوں کو دھوکہ مت دو۔ اور بہت جلد راست بازی میں کامل ہو جاؤ۔ قرآن کریم کو اپنا پیشوا پکڑو۔ اور ہر ایک بات میں اس سے روشنی حاصل کرو۔ اور حدیثوں کو بھی ردی کی طرح مت پھینکو۔ کہ وہ بڑے کام کی ہیں۔ قرآن شریف کو بڑی حفاظت سے خدا تعالیٰ نے تمہارے تک پہنچایا ہے سو تم اس پاک کلام کی قدر کرو۔ اس پر کسی چیز کو مقدم نہ سمجھو کہ تمام راستبازی اور راست روی اسی پر موقوف ہے۔ کسی شخص کی باتیں لوگوں کے دلوں میں اسی حد تک مؤثر ہوتی ہیں۔ جس حد تک اس شخص کی معرفت اور تقویٰ پر لوگوں کو یقین ہوتا ہے۔" (تذکرۃ الشہادتین)

"یہ جو شخص جھوٹ اور فریب کو نہیں چھوڑتا۔ وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔"

(کشتی نوحؑ)

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہٖ اپنی ایک تقریر میں فرماتے ہیں۔

"بچہ کے سامنے جھوٹ۔ تکبّر اور ترش روئی وغیرہ نہ کرنی چاہیئے کیونکہ وہ یہ باتیں سیکھ لیگا۔ عام طور پر ماں باپ بچوں کو جھوٹ بولنا سکھاتے ہیں۔ ماں نے بچوں کے سامنے کوئی کام کیا ہوتا ہے مگر جب باپ پوچھتا ہے تو کہدیتی ہے کہ میں نے نہیں کیا۔ اس سے بچہ میں بھی جھوٹ بولنے کی عادت پیدا ہو جاتی ہے۔"

(منہاج الطالبین)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاروق

جلد ۲۱ ❖ قادیان دارالامان مورخہ ۲۸ اگست ۱۹۳۶ء ❖ نمبر ۲۰

اظہار الدین علی المخالفین نمبر ۵

گذشتہ نمبروں میں ہم نے یہ امر بخوبی ثابت کر دیا ہے کہ حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ السلام نے جملہ مخالفین اسلام خصوصاً عیسائی صاحبان پر ایسی طرح سے اتمام حجت کر کے دین اسلام کو غالب کر دکھایا ہے۔ کہ جس کی نظیر بجز زمانہ حضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی زمانہ میں پائی نہیں جاتی۔ اس نمبر میں ہم ایسا زبردست فیصلہ کن طریقہ ایک اشتہار سے نقل کرتے ہیں۔ جس سے بڑھ کر ممکن نہیں۔ اور یہ وہ اتمام حجت ہے۔ جس کے آگے کسی سلیم العقل کو بجز سر تسلیم خم کرنے کے چارہ نہیں ہوگا۔ اور وہ اس طرح ہے۔ کہ فروری ۹۳ء میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ایک ضخیم کتاب الموسوم بہ "آئینہ کمالات اسلام" جس کا دوسرا نام "دافع الوساوس" بھی ہے۔ عربی فارسی اردو میں تصنیف فرما کر شائع کی۔ اور اس مبارک تصنیف میں ان اعتراضات کے مکمل اور کافی جواب ارقام فرمائے۔ جن کی بناء پر علماء حال نے آپ کی مقدس ذات پر فتویٰ تکفیر لگایا تھا۔ اس کے اندر ایک اشتہار بصفحہ ۲۷۲ تحریر فرمایا۔ جس کی پیشانی پر "اللہ اکبر خربت الذلت علی کل مخالف" لکھا۔ اور پھر جلی حروف میں اقوام ذیل کو مخاطب فرمایا۔

"بنام جملہ پادری صاحبان و ہندو صاحبان و آریہ صاحبان و برہمو صاحبان و سکھ صاحبان و دہری صاحبان و نیچری صاحبان وغیرہ"

ان تمام مذاہب کے لوگوں سے بڑی تحدی اور یقین کے ساتھ اس طرح درخواست کی۔ کہ

"چونکہ اس زمانہ میں مذاہب مندرجہ عنوان تعلیم قرآن کے سخت مخالف ہیں۔ اور اکثر ان کے ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کو حق پر نہیں سمجھتے۔ اور قرآن شریف کو ربانی کلام تسلیم نہیں کرتے۔ اور ہمارے رسول کریمؐ کو مفتری اور ہمارے صحیفہ پاک کتاب اللہ کو مجموعہ افتراء قرار دیتے ہیں۔ اور ایک زمانہ دراز ہم میں اور ان میں مباحثات میں گذر گیا اور کامل طور پر ان کے تمام الزامات کا جواب دے دیا گیا۔ اور جو ان کے مذاہب اور کتب پر الزامات عاید ہوتے ہیں۔ وہ شرطیں باندھ باندھ کر ان کو سنائے گئے۔ مگر پھر بھی ان صاحبوں نے حق کو قبول نہیں کیا۔ اور نہ اپنی شوخی اور بدزبانی کو چھوڑا۔ آخر

ہم نے پورے پورے اتمام حجت کی غرض سے یہ اشتہار آج

لکھا ہے۔ جس کا مختصر مضمون ذیل میں درج کیا جاتا ہے"۔

صاحبو! تمام اہل مذاہب جو سزا اور جزا کو مانتے ہیں۔ اور روز آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ اگرچہ صدہا باتوں میں مختلف ہیں۔ مگر اس کلمہ پر سب اتفاق رکھتے ہیں۔ **کہ خدا موجود ہے**۔ اور یہ دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ اسی خدا نے ہمیں یہ مذہب دیا ہے۔ اور کہتے ہیں کہ اس کی مرضی پر چلنے والے اور پیارے بندے صرف ہم ہیں اور باقی سب مورد غضب اور ضلالت کے گڑھے میں گرے ہوئے ہیں۔ جن سے خدا تعالیٰ سخت ناراض ہے۔ پس جب کہ ہر ایک کا دعویٰ ہے۔ کہ میری راہ خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق ہے۔ اور مدار نجات اور قبولیت فقط یہی راہ ہے۔ اور اسی راہ پر قدم مارنے سے خدا تعالیٰ راضی ہوتا ہے۔ اور ایسوں سے ہی وہ پیار کرتا ہے۔ اور ایسوں کی ہی وہ **اکثر اور اغلب** طور پر دعائیں قبول کرتا ہے۔ تو پھر فیصلہ نہایت آسان ہے۔ اور ہم اس کلمہ مذکور میں ہر ایک صاحب کے ساتھ اتفاق کرتے ہیں۔ ہمارے نزدیک بھی یہ سچ ہے۔ کہ سچے اور جھوٹے میں اسی دنیا میں کوئی ایسا مابہ الامتیاز قائم ہونا چاہیئے۔ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہو۔ یوں تو کوئی اپنی قوم کو دوسری قوموں سے خدا ترسی اور پرہیزگاری اور توحید اور عدل اور انصاف اور دیگر اعمال صالحہ میں کم نہیں سمجھے گا۔ پھر اس طور سے فیصلہ ہونا محال ہے۔ اگرچہ ہم کہتے ہیں کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلام میں وہ قابل تعریف باتیں بے نظیر کمال کے ساتھ پائی جاتی ہیں۔ جن سے اسلام کی خصوصیت ثابت ہوتی ہے۔ لیکن جبکہ تعصب درمیان ہے۔ تو اسلام کی ان خوبیوں کو کون قبول کر سکتا ہے۔ اور کون سُن سکتا ہے۔ سو یہ طریق نظری ہے اور نہایت بدیہی طریق جو دیہات کے ہل چلانے والے اور جنگلوں کے خانہ بدوش بھی اس کو سمجھ سکتے ہیں۔ یہ ہے کہ اس جنگ و جدل کے وقت میں جو تمام مذاہب میں ہو رہا ہے۔ اور اب کمال کو پہنچ گیا ہے۔ اسی سے مدد طلب کریں۔ جس کی راہ میں یہ جنگ و جدل ہے۔ جبکہ خدا تعالیٰ موجود ہے۔ اور درحقیقت اسی کے بارے میں یہ سب لڑائیاں ہیں۔ تو بہتر ہے کہ اسی (خدا) سے فیصلہ چاہیں۔ اب واضح ہو کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے میری یہ حالت ہے۔ کہ میں صرف اسلام کو سچا مذہب سمجھتا ہوں۔ اور دوسرے مذاہب کو باطل اور سراسر دروغ کا پتلا خیال کرتا ہوں۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ اسلام کے ماننے سے نور کے چشمے میرے اندر بہ رہے ہیں۔ اور محض محبت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے وہ اعلیٰ مرتبہ مکالمہ الٰہیہ اور اجابت دعاؤں کا مجھے حاصل ہوا ہے۔ کہ جو بجز سچے نبی کے پیرو کے اور کسی کو حاصل نہیں ہو سکے گا۔ اور اگر ہندو اور عیسائی وغیرہ اپنے باطل معبودوں سے دعا کرتے مر بھی جائیں تب بھی ان کو وہ مرتبہ نہیں مل سکتا۔ مجھے دکھلایا اور بتلایا گیا۔ اور سمجھایا گیا ہے۔ کہ دنیا میں فقط اسلام ہی حق ہے۔ اور میرے پر ظاہر کیا گیا۔ کہ یہ سب کچھ بہ برکت پیروی حضرت خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم تجھ کو ملا ہے۔ اور جو کچھ ملا ہے اس کی نظیر دوسرے مذاہب میں نہیں کیونکہ وہ باطل پر ہیں۔ اب اگر کوئی سچ کا طالب ہے۔ خواہ وہ ہندو ہے یا عیسائی یا آریہ یا یہودی یا برہمو یا کوئی اور ہے۔ اس کے لئے یہ خوب موقعہ ہے۔ کہ میرے مقابل پر کھڑا ہو جائے۔ اگر وہ امور غیبیہ کے ظاہر ہونے اور دعاؤں کے قبول ہونے میں میرا مقابلہ کر سکا۔ میں اللہ جل شانہٗ کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ اپنی تمام جائداد غیر منقولہ جو دس ہزار روپیہ کے قریب ہوگی۔ اس کے حوالہ کر دوں گا۔ یا جس طور سے اس کی تسلی ہو سکے اسی طور سے تاوان ادا کرنے میں اس کو تسلی دوں گا۔ میرا خدا واحد شاہد ہے۔ کہ میں ہرگز فرق نہیں کروں گا۔ اور اگر سزائے موت بھی ہو تو بدل و جان روا رکھتا ہوں۔ میں دل سے یہ کہتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ کہ میں سچ کہتا ہوں۔ اور اگر کسی کو شک ہو اور میری اس تجویز پر اعتبار نہ ہو تو وہ آپ ہی کوئی احسن تجویز تاوان کی پیش کرے میں اس کو قبول کر لوں گا۔ میں ہرگز عذر نہیں کروں گا۔ اگر میں جھوٹا ہوں۔ تو بہتر ہے کہ کسی سخت سزا سے ہلاک ہو جاؤں اور اگر سچا ہوں۔ تو چاہتا ہوں کہ کوئی ہلاک شدہ میرے ہاتھ سے بچ جاوے

اے حضرات پادری صاحبان آپ لوگوں کو اللہ جل شانہٗ کی قسم ہے۔ کہ اس طرف متوجہ ہو جاؤ۔ اگر آپ کے دلوں میں ایک ذرہ اُس صادق انسان کی محبت ہے جس کا نام عیسےٰ مسیح ہے۔ تو میں آپ کو قسم دیتا ہوں۔ کہ ضرور میری مقابلہ کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ آپ کو اُس خدا کی قسم ہے جس نے مسیح کو مریم صدیقہ کے پیٹ سے پیدا کیا۔ جس نے انجیل نازل کی۔ کہ آپ لوگ میرے مقابلہ کے لئے ضرور کھڑے ہو جائیں۔ اگر حق تمہارے ہی ساتھ ہے۔ تو پھر تمہاری فتح ہے اور اگر حق اسلام میں ہے۔ تو خدا تعالیٰ میری سنیگا۔ اور میرے ہاتھ پر وہ امر ظاہر کر دے گا۔ جس پر آپ لوگ قادر نہیں ہو سکیں گے۔

اور اگر آپ لوگ یہ کہیں کہ ہم مقابلہ نہیں کرتے تو آؤ اسلام لانے کی شرط پر یکطرفہ خدا تعالیٰ کے کام دیکھو۔ اور چاہیئے کہ تم میں سے جو نامی اور صاحب پیش رو اور اپنی قوم میں معزز شمار کئے جاتے ہیں۔ وہ سب یا ان میں سے کوئی ایک میرے مقابل پر آوے۔ اور اگر مقابلہ سے عاجز ہو تو صرف اپنی طرف سے یہ وعدہ کر کے کہ میں کوئی ایسا کام دیکھ کر جو انسان سے نہیں ہو سکتا اسلام قبول کر لونگا۔ مجھ سے نشان دیکھنے کی درخواست کریں۔ اور اپنے وعدہ (قبول اسلام) کو بہ ثبت شہادت مؤکد بہ قسم بطور اشتہار چھپوا دیں۔ اگر خدا تعالیٰ کوئی اعجوبہ قدرت ظاہر کرے۔ جو انسانی طاقتوں سے بالا تر ہو۔ تو بلا توقف اسلام قبول کر لیویں اور اگر قبول نہ کریں تو پھر دوسرا نشان یہ ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ میں خدا سے چاہوں گا۔ کہ ایک سال تک ایسے شخص پر (جس نے قبول اسلام کے وعدہ کو پورا نہیں کیا کوئی سخت وبال نازل کرے۔ جیسے جذام یا نابینائی یا موت اگر یہ دعا منظور نہ ہو۔ تو پھر بھی میں ہر ایک ناوان کا جو تجویز کی جائے سزا وار ہوں گا۔ یہی شرط حضرات آریہ صاحبوں کی خدمت میں بھی ہے۔ اور باقی صاحبوں کے لئے بھی یہی شرائط ہیں۔ اگر اب بھی میری طرف منہ نہ کریں۔ تو ان پر خدا تعالےٰ کی حجت پوری ہو چکی۔" انتہی ملخصاً بلفظ الشریف

دافع الوساوس صفحہ ۲۷۲ لغایت ۲۷۸

اقتباس بالا کسی مزید تشریح کا محتاج نہیں جس طرح کہ طریق فیصلہ مندرجہ اشتہار ایسا عام فہم اور بیّن ہے۔ کہ دیہات کے ہل چلانے والے تک سمجھ سکتے ہیں۔ ویسا ہی مضمون اشتہار بھی سہل تر ہے۔ جسے معمولی اردو خوان پڑھ کر اور ہر ایک ناخواندہ سنکر بجز اوس بدبخت انسان کے جو تکفیر و تکذیب کا ہل قلم و زبان سے چلاتا ہے۔ بآسانی مطلب سمجھ لے گا۔ صرف ناظرین فاروق کی سہولت کی غرض سے امور ات مندرجہ اشتہار کو ہم علیحدہ علیحدہ لکھ دیتے ہیں۔ واضح رہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس اشتہار سے بوضاحت مندرجہ ذیل امر ظاہر ہوتے ہیں۔

(۱) تمام مذاہب کے پیروؤں کو جو خدا کے وجود کے قائل ہیں۔ یہ چیلنج دیا ہے۔ کہ آؤ مباحثات اور مناظرات کے طریق کو چھوڑ کر جو کہ نظری ہوتا ہے بدیہی طریق سے جس کو ہر ایک عقل کا انسان بھی سمجھ لے۔ اس امر کا فیصلہ کر لو۔ کہ کونسا مذہب زندہ اور پُر از صداقت ہے اور کس کا خدا زندہ اور موجود خدا ہے۔

(۲) اور وہ بدیہی طریق یہ ہے کہ جس جس مذہب کے پیرو کا یہ دعویٰ ہے کہ اس کا مذہب زندہ اور اس کی مذہبی کتاب مشمر برکات اور زندہ کتاب ہے۔ اور اس کا خدا حی و قیوم زندہ اور موجود خدا ہے۔ اور اس کے مذہب اور کتاب کی پیروی ذریعہ نجات و قبولیت اور انکار باعث غضب و ضلالت ہے۔ وہ اس کا ثبوت بدیہی پیش کرے۔ یعنے یہ دعویٰ اگر اس کا واقعی سچا ہے تو اپنے مذہب کی زندگی کا اور مذہبی کتاب کی پیروی سے جو برکتیں اوس نے حاصل کی ہیں اس کا نمونہ دکھائے۔ جس سے معلوم ہو جائے کہ درحقیقت اس کا مذہب ہی زندہ مذہب ہے۔ اور ہمیشہ اس کے مذہب پر سچی پیروی کرنے والا اُن برکات کو اپنی ذات میں پاتا اور دکھاتا ہے۔ جن برکتوں کے وجود کا دعویٰ ابتداءً مذہب میں کیا جاتا تھا۔ کیونکہ سچے مذہب اور زندہ خدا کی اس سے علاوہ دوسری کوئی دلیل ہی نہیں ہو سکتی۔ کہ وہ ہر زمانہ میں ویسا ہی سرسبز و شاداب پھلدار رہے جیسا کہ ابتداء میں اس کی نسبت دعویٰ کیا جاتا تھا۔ اور زندہ خدا بھی وہی ہو سکتا ہے جو ہر زمانہ میں اپنے پسندیدہ مذہب کے متبع سے اوسی طرح کلام کرے۔ جس طرح ابتداء میں اوس مذہب کی بنیاد ڈالتے وقت بانی مذہب کے ساتھ کرتا تھا۔ اگر اب وہ اوس مذہب کے پیرو سے کلام نہیں کرتا۔ تو پہلے بھی وہ کبھی نہیں بولا تھا۔ اور نہ اس کے الحی القیوم زندہ خدا ہونے پر کوئی بدیہی شہادت آج مل سکتی ہے۔

کیا وہ خدا جس کی بابت کہا جاتا ہے۔ کہ کسی گذشتہ زمانہ میں وہ اپنے بندوں سے کلام کرتا تھا۔ اون کی درخواستیں سنتا اور قبول کر کے جواب بھی دیتا تھا۔ مگر اب اس کی یہ عادت نہیں رہی۔ اب وہ متکلم نہیں ہے۔ اب وہ درخواستیں نہ سنتا ہے نہ قبول کر کے جواب دیتا ہے۔ اور اس کی صفت تکلم دائمی طور پر معطل ہو چکی ہے زندہ خدا کہلا سکتا ہے؟ یا وہ خدا زندہ خدا کہلائیگا جو ہر زمانہ میں متکلم بھی ہو اور مجیب الدعوات بھی؟ نیز کیا وہ مذہب زندہ مذہب ہو سکتا ہے جس کی بابت یہ خیال ہو کہ شروع شروع میں تو جبکہ یہ مذہب مخلوق کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ اس کے پیروؤں سے بڑی بڑی برکتیں ظاہر ہوتی تھیں۔ مگر جوں جوں پورانا اور عمر رسیدہ ہوتا گیا۔ اس کے اندر جتنی برکتیں اور عظمتیں تھیں۔ وہ مٹتی چلی گئیں حتےٰ کہ آج اس پر عمل کرنے والوں کے پاس ایک بھی برکت نظر نہیں آتی۔ مگر باوجود اس کے بھی وہ زندہ مذہب اور پسندیدہ خدا ہے؟ یا وہ مذہب زندہ مذہب کہلانے کا مستحق ہے۔ جس کے متبع ہر زمانہ میں اوس پر عمل کر کے وہی برکتیں اور پہل حاصل کرتے ہوں۔ جو ابتداء میں بطور قصہ اوس میں موجود سنی جاتی تھیں۔ اور ان برکتوں کا اظہار ہر زمانہ میں کر کے اوس مذہب کی زندگی کی دلیل گردانتے ہوں؟ کیا وہ بانی مذہب زندہ اور حیات ابدی کا وارث کہلا سکتا ہے۔ جس کی اطاعت اور تابعداری سے جو انعام ملنے کے وعدہ تھے۔ وہ اس کی دنیاوی جسمانی زندگی میں تو اس کے تابعداروں کو عطا ہونے بطور کہانی اور قصہ کے کتابوں میں درج پائے جاتے ہیں۔ لیکن آج ہزار سعی اور کامل اطاعت کرنے پر بھی اون انعاموں میں سے ایک انعام بھی اوس کے سچے متبع اور فرمانبردار کو نہیں ملتے؟ یا وہ بانی مذہب حیات ابدی کا وارث ثابت ہوگا۔ جس کے مطیع اور حقیقی تابعدار اوس کی سچی فرمانبرداری سے اُن تمام انعاموں کے مورد ہو کر ہر زمانہ میں اون انعاموں کا نمونہ اپنے مخالفوں کو دکھلاتے رہے ہوں۔ اور دکھلا سکتے ہوں؟ پس بدیہی طریق فیصلہ سوائے اس کے اور کچھ نہیں۔ کہ جس خدا کا وہ پسندیدہ مذہب ہے۔ اور وہ خدا بھی زندہ اور موجود خدا ہے۔ اور دنیا میں بھی اوس خدا کا تصرف ذرہ ذرہ پر چلتا ہے۔ تو اوسی خدا سے یہ فیصلہ کرایا جاوے۔ کہ کونسا مذہب زندہ مذہب ہے، اور تیرا پسندیدہ

اور تیرا پسندیدہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۳) میں (مرزا صاحب علیہ السلام) صرف اسلام کو سچا اور زندہ مذہب اور بانی اسلام کو زندہ رسول اور کتاب اسلام قرآن مجید کو زندہ کتاب اور خدائے اسلام کو زندہ خدا یقین کرتا ہوں۔ اور باقی تمام مذاہب اور ان کی کتابوں اور بانیوں اور خدا کو مُردہ جانتا ہوں۔

(۴) اور اس دعویٰ کا ثبوت اوسی مندرجہ بالا بدیہی طریق سے دینے کے واسطے ہر ایک مخالف اسلام کو میدان میں کھڑا ہو کر للکارتا ہوں کہ آؤ مجھ سے دعاؤں کے ساتھ مقابلہ کر کے آزما لو۔ کہ کس کی دعا کو خدا سنکر جواب دیتا ہے۔

(۵) اگر اس مقابلہ میں میں مغلوب ہو گیا۔ تو دس ہزار روپیہ انعام دوں گا۔ یا جو تاوان یا تجویز بصورت مغلوبی میرے لئے مقرر کریں۔ وہ قبول کروں گا۔

(۶) اگر میں غالب ہُوا۔ تو نہ کوئی انعام لیتا ہوں۔ نہ تاوان مانگتا ہوں۔ صرف فریق مقابل کو مسلمان ہونا ہوگا۔

(۷) اگر مقابلہ سے کسی کو انکار ہو تو اس کی درخواست پر یکطرفہ نشان صداقت اسلام ایسا دکھاؤں گا۔ جو انسانی طاقت سے بالاتر ہو۔ مگر شرط یہی ہوگی۔ کہ نشان دیکھ کر بصورت عجز خود مخالف کو اسلام قبول کرنا پڑے گا۔

(۸) اگر باوجود خارق عادت نشان دیکھنے کے بھی وہ مسلمان نہ ہُوا۔ تو دوسرا نشان یہ ہوگا۔ کہ میں ایسے عہد شکن کے لئے بد دعا کروں گا۔ کہ ایک سال میں وہ جذامی یا نابینا ہو جائے یا اس کو موت دیجائے۔ اگر یہ بد دعا بھی قبول نہ ہو۔ پھر بھی میں مغلوب سمجھا جاؤں گا۔

(۹) عیسائیوں کو خدا اور مسیح کی قسم ہے۔ کہ وہ ضرور اس مقابلہ و آزمائش کے لئے میرے مقابل پر کھڑے ہو جائیں۔ اور انہی شرائط کی پابندی کے ساتھ آریہ و دیگر اہل مذاہب مخالفین اسلام بھی میدان میں نکل سکتے ہیں۔

(۱۰) باوجود ایسے صاف اور بدیہی طریق فیصلہ کے پیش کرنے پر بھی اگر مخالفین اسلام اس طرف رُخ نہ کریں۔ تو خدا کی طرف سے مطابق پیشگوئی قرآنی ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ اون پر اتمام حجت ہو کر اظہار الدین علے المخالفین کی تکمیل ہو چکی۔ تلک عشرۃ کاملہ

یہ ہے خلاصہ امورات مندرجہ اشتہار منقولہ کا۔ اس کو پڑھ کر ہر ایک قلب سلیم اس نتیجہ پر بآسانی پہنچ جائے گا۔ کہ مشتہر بڑا غیور مومن اور اسلام کا فدائی اور بانی اسلام کا شیدائی اور قرآن پاک کا سچا متبع ہے کیونکہ اشتہار مذکور میں نہ تو کوئی ایسا امر بیجا درلکھا گیا ہے۔ جو کسی کی سمجھ میں نہ آئے نہ کوئی ایسی شرط ہے۔ جو اپنے مفید مطلب اور مخالف کے حق میں مضر ہو۔ نہ کوئی اس میں ذاتی اغراض کو مدنظر رکھا ہے۔ بلکہ جہاں تک سمجھا جا سکتا ہے یہی پایا جاتا ہے۔ کہ مشتہر بصورت مغلوبی خود ہر ایک تاوان اور سزا کے قبول کرنے پر طیار ہے۔ اور بصورت غالب ہونے کے نہ کوئی روپیہ چاہتا ہے نہ کچھ اور صرف ایک شرط مسلمان ہونے کی قرار دیتا ہے۔ کہ مخالف مغلوب ہو جائے تو اسلام قبول کرلے۔ اور یہ سب تحدی مشتہر کی صرف تائید اسلام کے لئے ہے۔ اور ان سب شرائط کا ذمہ بار ہونا محض اسلام کی حمایت میں ہے۔ اور ایسی حمایت اور غیرت دینی آجتک کسی مولوی ملاں صوفی زاہد عابد واعظ درویش سجادہ پیر زادہ سے دیکھنے میں نہیں آئی نہ کسی نے آج تک اس لاجواب طریق سے مخالفین اسلام پر حجت تمام کی۔ بے شک مشتہر مردان خدا میں سے ہے۔ ممکن نہیں کہ مشتہر کا کوئی سچا مسلمان دشمن اور مخالف ہو سکے۔ ایسے شیر خدا اور جری اللہ کا دشمن خارج از دین و ایمان ہی ہو سکتا ہے نہ کہ مومن بالرحمٰن والقرآن۔ مگر کتنی حسرت کا مقام ہے۔ کہ قوم کے بڑے بڑے جُبّہ پوش دلق پوش اور خرقہ پوش حدیث خوان و تفسیر دان ملاّ نے صوفی و زاہد سب الکفر ملۃ واحدہ کے مصداق بن کر مشتہر علیہ السلام کو بعض دجال۔ اور بعض دجال اکبر۔ اور دہریہ۔ مکار۔ کذاب۔ فریبی کہتے ہیں۔ اور یہاں تک خبر دیتے ہیں۔ کہ مشتہر زبان سے جو کچھ کہتا ہے۔ وہ اس کے دل میں نہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ط

پیارے ناظرین! یہ مدعیان علم و فضل مصداق حدیث علماء ھم شر من تحت ادیم السماء۔ بڑی متانت سے یہ بھی فرماتے ہیں۔ کہ اس خیر امت میں بجز دجالوں کے کسی قاتل الدجال کا پیدا ہونا تو ارادہ و مصلحت الٰہی کے خلاف قرار پا چکا ہے۔ اس خیر الامم میں تو دجال ہی دجال ہوتے رہیں گے۔ چنانچہ تیس بلکہ چالیس بلکہ پینتالیس نہیں نہیں بلکہ ستر اور اس سے بھی زیادہ دجالوں کی بشارت خیر امت کو دی گئی ہے۔ جو سب کے رب افضل الرسل خاتم الانبیاء امام المرسلین شفیع المذنبین کی نیک خو پاک سیرت پیاری امت مرحومہ میں ہی رونق افروز ہونگے۔ سوائے امت وسط تم کو خوش خبری ہو کہ بنی اسرائیل جو تجھ سے پہلی امت موسےٰ علیہ السلام کی تھی۔ اس کو تو افضل العالمین اور امت منعمین بنا کر اس میں نبیوں اور رسولوں کی تار باندھ دی۔ مگر اے بدنصیب اور نبی عرب علیہ السلام کی سچی متبع امت تجھ کو افضل العالمین کے مقابلہ میں اور ذل العالمین اور منعمین کے مقابلہ میں ضالین و مغضوبین بے تعداد دجالوں کی قطار سے عزت دی گئی ہے۔ پس اپنی قسمت پر آنسو بہا اور اپنی حالت پر ماتم کر کہ تو نے خیر امت کہلا کر شر امت کا درجہ پایا۔ ناظرین! اس مقدس جماعت علماء سوء نے جب کسی کو اوس رتبہ پر پایا جس کی تمنا یہ خود رکھتے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تھے۔ اور مصنوعی طور پر ملمع اور فریب سے کبھی کبھی اپنی ذات کو ایسے رتبہ پر پہنچا ہوا ظاہر بھی کرتے تھے۔ مگر دراصل انکے حال و قال سے وہ رتبہ بعد و نفرت رکھتا تھا۔ تو فوراً ان نیک بختوں نے اپنی لال کتاب نکال اوس کی کوئی دفعہ جما کر جھٹ سے باخدا کامل انسان برگزیدہ رحمان کو اپنی فوج دجالان میں داخل فرما دیا۔ اور آرڈر جاری کرا دیا کہ منجملہ اون موعودہ ننانوے بہتّر دجالوں کے ایک دجال یہ بھی ہے۔ اسی دجالی سنت قدیمہ پر عمل کر کے ان بھلے مانسوں دجالوں کی بھرتی کرنے والوں نے حضرت جری اللہ مرسل من اللہ مسیح موعود علیہ السلام کو بھی اپنی دجالی فوج کا ایک ممبر قرار دے دیا۔ البتہ بعض نے اوس فوج کا جرنیل آپ کو بنایا۔ لیکن وہ خدا کا پہلوان جس کی شان میں خدائے رحمان نے جری اللہ فی حلل الانبیاء فرمایا تھا۔ اور جس کی نسبت آلہی وعدوں میں یہ حکم آیا تھا کہ ؎

چہ ہیبت ہا بداد ندایں جوان را
کہ ناید کس بمیدان محمدؐ

وہ بھلا ان نامرادوں دجالوں کے دلدادوں نیک نہادوں بد اعتقادوں الدجال کے فرستادوں شیاطین کے ہمزادوں کو کیا سمجھتا تھا۔ اوس قمر الانبیاء نے ایک ایک کی پردہ دری کر کے سب کا جامہ علم و فضل و تقویٰ چاک کر دیا۔ اور دنیا کو دکھا دیا۔ کہ یہ پنڈت مولوی۔ صوفی درویش سب گولر ہیں۔ جن کے اندر بجز کیڑوں کے اور کچھ نہیں۔ اور کسی کو ان میں سے جرأت نہ ہوئی۔ کہ میدان کارزار میں نکل کر خدا کے پہلوان سے کشتی کر دکھاتا۔ غرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کے قول و فعل سے ثابت کر دیا۔ کہ دجال اکبر تو وہ تھا۔ جس نے ان میں سے پہلے فتویٰ کفر خدا کے رسول پر لگایا اور تیس دجال اوس کے وہ ساتھی ہیں۔ جو اس سے دوسرے درجہ پر شمار کئے جاتے ہیں۔ اور بعد دجال اکبر کے جنہوں نے فتویٰ تکفیر پر مہریں لگائیں۔ اور بعض نے کتابیں بھی مخالفت میں تالیف و شائع کیں۔ اور ستر بہتر دجال وہ ہیں۔ جنہوں نے ان کے زیر اثر ہو کر بلا علم و عقل و فہم فتویٰ کفر پر دستخط کر دیئے۔ وہ گویا ذریت ان کی کہلائے۔ اس طرح سے یہ دجالی فوج بھرتی ہو کر شمار و تعداد میں پوری ہو جاتی ہے۔ وہ شخص کبھی بھی اس فوج کی شمار میں نہیں آسکتا۔ جو اسلام کے متعلق وہ غیرت اور حمیت دکھلاتا ہے۔ جس کا ذکر اوپر اشتہار منقولہ میں اور اس سے پہلے نمبروں میں ہم کر چکے ہیں۔ فافہم و تدبر۔

سو اے زمین کے رہنے والو! خبردار ہو جاؤ۔ ان دجالی مولویوں کی باتوں پر ہرگز نہ جاؤ۔ یہ مفسدین فی الارض جھوٹے مدعی نحن مصلحون کے ہیں۔ یہ خود تباہ ہوئے۔ اور ان کی نوبت اس درجہ تک پہنچ چکی ہے۔ کہ اب ان کے نام سے عوام کو نفرت ہوتی ہے۔ بس اس ہلاک شدہ گروہ سے اپنے آپ کو علیحدہ کر کے سچوں کے ساتھ ہو کر کونوا مع الصادقین کے حکم کی تعمیل کرو۔ تاکہ خدا تم سے راضی ہو۔ اور تمہارا انجام صادقوں کا سا انجام ہو۔ مکذب کبھی بامراد نہیں ہوئے۔ جو آج تم ہو جاؤ۔ فانظروا کیف کان عاقبۃ المکذبین۔ اور یاد رکھو کہ انجام کار متقی ہی کامیاب ہوتے ہیں۔ والعاقبۃ عند ربک للمتقین (وما علینا الا البلاغ المبین)

دیانندی مشن

ہنگرین لیلیٰ اور آریہ مسافر!

(از خالد بی۔ اے آنرز)

زمیندار و احسان کے ہمنوا ہندو اخبارات آریہ مسافر اور پرکاش وغیرہ بھی الکفر ملۃ واحدۃ کے تحت۔ محض اس لئے کہ ہنگرین لیلیٰ نے (خاک بدہنش) احمدیت کے نابود ہونے کے متعلق ایک پیشگوئی کر دی۔ اس رسالہ کی توصیف میں رطب اللسان نظر آتے ہیں۔ ہم نے ایک اشاعت گذشتہ میں ان کی اس پیشگوئی کی حقیقت واشگاف کرتے ہوئے لکھا تھا۔ کہ "آپ احمدیت کی موت کی پیشگوئی کرتی ہوئی غیب دانی کا ادعا کرتی ہیں۔ لیکن آپ کی یہ غیب دانی آپ کی اپنی وفات سے ایک لمحہ قبل بھی آپ کو اس سے مطلع نہ کر سکے گی"۔ ہمارے ان فقرات کو ہدف طعن بناتے ہوئے مدیر آریہ مسافر ایک تازہ اشاعت میں لکھتے ہیں کہ "مرزا صاحب کو اپنے ہی فرزند مبارک احمدؐ کے مرنے کا علم نہ ہوا"۔

لیکن یہ اعتراض مدیر موصوف کی کمئی علم پر مبنی ہے۔ تلاش حق کی نیت سے اگر انہوں نے کبھی خود قادیان تشریف لانے کی تکلیف گوارا کی ہوتی۔ تو آج وہ اس اعتراض کے لئے لب کشائی نہ کرتے۔ وہ لوگ جنہوں نے دارالامان میں بہشتی مقبرہ کی زیارت کی سعادت حاصل کی ہے جانتے ہیں۔ کہ صاحبزادہ مرزا مبارک احمدؐ صاحب علیہ الرحمۃ کے لوح مزار پر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں دو میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جو غلام احمد نام خدا کا مسیح موعود ہوں۔ مبارک احمدؐ جس کا اوپر ذکر ہے۔ میرا لڑکا تھا۔ وہ بتاریخ ۷ شعبان ۱۳۲۵ھ مطابق ۱۶ ستمبر ۱۹۰۷ء بروز شنبہ بوقت نماز صبح وفات پاکر الہامی پیشگوئی کے موافق اپنے خدا کو جاملا۔ کیونکہ خدا نے میری زبان پر اس کی نسبت فرمایا تھا۔ کہ وہ خدا کے ہاتھ سے دنیا میں آیا ہے۔ اور چھوٹی عمر ہی میں خدا کی طرف واپس جائیگا"

انبیاء علیہم السلام جب دنیا میں مبعوث ہوتے ہیں۔ تو بادِ مخالف کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے چونکہ ان کا علام الغیوب خدا سے علاقہ ہوتا ہے اس لئے ان کی لاتعد انذاری و تبشیری پیشگوئیاں خواہ حالات و رفتار زمانہ کے کس قدر ہی مخالف ہوں۔ حقیقت پر مبنی ہوتی ہیں۔ روحانیت سے بے بہرہ دنیا باد مخالف کو دیکھتی ہے۔ اور ان پیشگوئیوں پر ہنس دیتی ہے۔ وہ نہیں جانتی۔ کہ یہ پیشگوئیاں عالم الغیب خدا کے عطا کردہ علم پر مبنی ہیں۔ جس کے حیطۂ اختیار میں سبھی کچھ ہے۔

جب وہ مقصد جس کی تکمیل کے لئے انبیاء علیہم السلام دنیا میں مبعوث ہوتے ہیں۔ حاصل ہو جاتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ انہیں اس لئے کہ ان کی اب اس دنیا میں ضرورت نہیں رہتی۔ ان کی وفات کی قبل از وقت خبر دیدیتا ہے جسے وہ مشتہر کر دیتے ہیں۔

جب حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کا دن قریب آیا۔ تو سورۃ النصر نازل ہوئی۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اذا جاء نصر اللہ والفتح ورأیت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجًا۔ فسبح بحمد ربك واستغفرہ انہ کان توابا۔ کہ جب اللہ کی طرف سے نصرت اور فتح آئے گی۔ تو دیکھیگا کہ لوگ فوج در فوج امت مسلمہ میں داخل ہو رہے ہوں گے۔ تو اس وقت تیری وفات قریب ہوگی۔ (کیونکہ تبلیغ حق اور اعلائے کلمۃ اللہ ہی تیرا فرض تھا۔ جسے تو باحسن طریق ادا کر چکا ہوگا) اس وقت اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور اپنی کوتاہیوں کیلئے استغفار کرنا۔ جب یہ سورۃ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو سنائی۔ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ رو پڑے۔ وہ صحابہ جن کی نظر دور بین نہ تھی۔ ہنسے کہ اس بڈھے کو کیا ہو گیا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو فتح کی بشارت دے رہے ہیں۔ اور یہ رو رہے ہیں۔ لیکن حضرت ابوبکر رضؓ کی حقیقت شناس دور بین نگاہیں ان آیات میں جن میں مسلمانوں کی تسلی کے لئے بشارت کا پہلو نمایاں تھا۔ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کی پیشگوئی دیکھ رہی تھیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جب اسلام کو فتح نصیب ہوئی۔ تو حضرت رسول مقبول صلعم اس دنیا سے رحلت فرما گئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانۂ حیات میں بھی جب خدا تعالیٰ کی قدرت اولیٰ کا اتم ظہور ہو چکا۔ تو خدا تعالیٰ نے دسمبر ۱۹۰۸ء میں آپ کو الہام کے ذریعہ آپ کی وفات کی خبر دی کہ قرب اجلك۔ تب آپ نے احباب جماعت کو تقویٰ و طہارت کے متعلق پند و نصائح کے لئے رسالہ الوصیت تحریر فرمایا۔ جس میں انہیں اطمینان دلایا۔ کہ گھبرانے کی کوئی وجہ نہیں۔ خدا تعالےٰ کی قدرت ثانیہ کا ظہور بھی ہو کر رہنا ہے۔ جو نبی کی زندگی میں نہیں بلکہ اس کی وفات کے بعد ہوتا ہے

بعد ازیں ۲۶ اپریل ۱۹۰۸ء کو آپ سے خدا تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ فرمایا۔ کہ "مباش ایمن از بازئ روزگار۔ یعنی حوادث زمانہ سے بے خوف مت ہو۔ اس کے بعد آپ لاہور تشریف لے گئے۔ وہاں پر الہام ہوا۔ الرحیل ثم الرحیل۔ یعنی کوچ کرنے کا وقت آگیا۔ پھر کوچ کرنے کا وقت آگیا۔ آپ کی وفات سے پہلے دن آپ کو الہام ہوا۔ مکن تکیہ بر عمر ناپائیدار

لیکن علم رمل خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ یقین پر نہیں۔ بلکہ شکوک و شبہات پر مبنی ہے۔ رمّال گرد و پیش کے حالات اور زمانہ کی رفتار کا جائزہ لیتے ہوئے ایسی پیشگوئیاں کرتے ہیں۔ جن کی صداقت کا انہیں خود بھی یقین نہیں ہوتا۔ ہاں وہ ظاہری حالات کے پیش نظر غالب خیال کا اظہار کر دیتے ہیں۔ اس لئے ہم نے لیلیٰ سے خطاب کے دوران میں لکھا تھا۔ کہ اگر آپ کا یہ ادعاء ہے کہ آپ کی غیب دانی کسب کا نتیجہ نہیں۔ بلکہ وہبی طور پر آپ میں ودیعت کی گئی ہے۔ تو پھر دیگر انبیاء اور ملہمین کی طرح قبل از وقوع اپنی موت کے متعلق پیشگوئی کیجئے۔ لیکن چونکہ آپ کی پیشگوئیاں خدا تعالیٰ کی طرف سے القاء کے زیر اثر نہیں۔ اس لئے یقیناً آپ اپنی وفات کی قبل از وقوع پیشگوئی کرنے سے قاصر رہیں گی۔

مدیران زمیندار و احسان کی طرح مدیر آریہ مسافر کو بھی مادام لیلیٰ کی اس پیشگوئی میں احمدیت کی موت نظر آرہی ہے۔ اگر وہ حقایق و وقائع سے عمداً اغماض کا تہیہ نہیں کر چکے۔ تو انہیں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اظہر من الشمس آثار حیات و ارتقاء کا اعتراف کرنا پڑے گا۔ ہنگرین لیلیٰ تو احمدیت کے فناء کی پیشگوئی کر رہی ہیں۔ لیکن ہنگری سے آمدہ تازہ اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ دیگر معززین کے علاوہ یوسینیا اور ہرزوگوینا کے سابق گورنر کی دختر نیک اختر بھی جو سلطان محل کی مالکہ ہیں۔ اور ہنگری کے اعلےٰ تعلیم یافتہ طبقہ سے متعلق ہیں۔ احمدیت قبول کر چکی ہیں۔ گویا کہ احمدیت ہنگری کے اعلےٰ طبقہ میں مقبول ہو رہی ہے۔ پھر چہار دانگ عالم سے آمدہ اخبار سے معلوم ہوتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ احمدیت چین۔ جاپان۔ سماٹرا۔ جاوا۔ ماریشش۔ افریقہ۔ عرب۔ امریکہ۔ البانیہ۔ سپین۔ انگلستان۔ جرمنی۔ روس۔ اور دیگر ممالک کے لوگوں کے لئے جاذب توجہ ہو رہی ہے۔ ان میں سے بہت ہیں۔ جو احمدیت کے دامن سے وابستہ ہو بھی چکے ہیں۔ ہم مدیر آریہ مسافر سے دریافت کریں گے کہ کیا یہی وہ آثار ہیں۔ جن میں انہیں احمدیت کی موت نظر آ رہی ہے؟ یا آریہ سماج معروف بہ دیانندی منتھ کو بستر مرگ پر لمبے لمبے سانس لیتے دیکھ کر ان کے حواس مختل ہو گئے ہیں۔ جو اپنی موت کو دوسروں کی سمجھ رہے ہیں؟

پیغامی مشن!

اہل پیغام کی تازہ یاوہ فرمائی

جناب مولوی محمد علی صاحب کی خدمت میں

ایک ضروری عرضداشت

ناظرین کرام کو معلوم ہے۔ کہ خاکسار نے قریباً سوا سال سے اہل پیغام وغیرہ کے خلاف بعض وجوہات کی بناء پر چپ کا روزہ اختیار کیا ہوا ہے۔ میرا خیال تھا۔ کہ اہل پیغام میں عام طور پر جو یہ خیال پھیلایا جا رہا ہے۔ کہ گویا ملتانی کی قلم نہایت سخت گیر اور منہ زوروں کو کڑی لگام دینے والی ہے۔ اس لئے اب خاموشی سے ہی مقابلہ کر کے دیکھ لیا جاوے۔ کہ شاید اس چپ کے نسخہ سے منہ زوروں کی بدلگامی بند ہو جائے۔ مگر ؎

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

خاکسار اس قدر طویل عرصہ میں تلخ صبر اور جبر سے کام لیتا رہا ہے۔ مگر لاتوں کے بھوت باز نہیں آئے۔ اس لئے ذیل میں اپنے ان اصحاب الاعراف نرم دل بزرگوں اور دوستوں کی خاطر جو اظلم فریق کی بے جا زیادتیوں اور دشنام دہیوں سے ناواقفیت کی وجہ سے مجھ پر اپیلیں کرتے ہیں۔ کہ خدارا ان کے ساتھ اتنی بری نہ کرو۔ ذیل میں پیغام صلح کا تازہ شاہکار درج کرتا ہوں۔ ذرا غور سے ملاحظہ فرمائیے! اخبار پیغام ۱۹ اگست سنہ ۳۶ء میں "قادیانی دجل کی تازہ مثال" کے بدلو دار عنوان سے پیغام کا مبلغ لکھتا ہے کہ

"گذشتہ سال جماعت احمدیہ لاہور کی طرف سے "قادیانی دجل" نامی اشتہار شائع ہونے پر قادیانی کیمپ میں شور مچا تھا۔ کہ ہمارے لئے دجل کا لفظ کیوں استعمال کیا گیا ہے۔ قادیان تو مسیح موعود علیہ السلام کی جائے پیدائش ہے نادان غالی غور نہیں کرتے۔ کہ "شرف المکان بالمکین" کے اصول کے مطابق مسیح موعودؑ کی ذات کی وجہ سے جو شرف اس مقام کو حاصل ہے۔ ہم اس کا انکار نہیں کرتے۔ مگر اس مقام پر رہنے والے شریروں کی شرارتوں کو یہ کہکر نظر انداز بھی نہیں کر سکتے کہ یہ مسیح موعودؑ کی جائے پیدائش سے تعلق رکھنے والے ہیں۔

قادیانی دوستوں کو اچھی طرح معلوم ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قادیان کو "دمشق" سے تشبیہ دی ہے۔ اور لکھا ہے کہ

"یہاں ایسے لوگ رہتے ہیں۔ جو یزیدی الطبع اور یزید پلید کی عادات اور خیالات کے پیرو ہیں۔ جن کے دلوں میں اللہ اور رسول کا کچھ محبت نہیں۔ اور احکام الٰہی کی کچھ عظمت نہیں۔ جنہوں نے اپنی نفسانی خواہشوں کو اپنا معبود بنا رکھا ہے۔" (ازالہ اوہام صـ۶۶) پھر دمشق اور قادیان کی وجہ تشبیہ یوں بیان فرمائی:۔

"دمشق پایہ تخت یزید ہو چکا ہے۔ اور یزیدیوں کا منصوبہ گاہ جس سے ہزارہا طرح کے ظالمانہ احکام نافذ ہوئے وہ دمشق ہی ہے۔" (ازالہ اوہام صـ۶۷)

یہ ایک لمبا مضمون ہے۔ کہ قادیان کس طرح یزید کا پایہ تخت بنا اور یہاں سے کیا کیا ظالمانہ احکام صادر ہوئے۔ مگر اس سے اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ قادیان ایک پہلو سے مشرف ہے۔ تو دوسرے پہلو سے تخت یزید اور یزیدیوں کا منصوبہ گاہ بھی ہے۔ پس اس کے لئے دجل کا لفظ استعمال کرنا حضرت مسیح موعودؑ کی توہین نہیں بلکہ یہ ان لوگوں کی شرارتوں کی طرف اشارہ ہے۔ جنہوں نے سیدھے اور صاف چیلنج مناظرہ کے جواب میں انکار کرتے ہوئے اپنے عقائد کو شائع کر دیا۔ اور نیچے ہمارے بزرگان جماعت کے نام لکھ دیئے۔ گویا ہماری جماعت کے ہی یہ عقائد ہیں۔ اس اشتہار کے لکھنے والے میاں فخر ملتانی تھے جنہیں مخالف و موافق کی طرف سے بجا طور پر ع

فخر ملتانی وفاء ساقط از و

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کا الغامی تمغہ مل چکا ہے۔

تعجب یہ ہے کہ اس صریح دھوکہ بازی پر کسی قادیانی دوست کی رگ ایمان میں حرکت نہ پیدا ہوئی۔ اور کسی نے اس کے خلاف احتجاج نہ کیا۔ بلکہ ایسے قادیانی پائے گئے۔ جو اپنی مجالس میں خوب قہقہے لگا کر فخریہ کہتے تھے۔ کہ

"بھئی واہ فخر ملتانی۔ پیغامیوں کو خوب اُلو بنایا" گویا بالفاظ دیگر خوب دھوکا دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اس کہ ہم جہل نہ کہیں تو اور کیا کہیں ہمارے قادیانی دوستوں کو یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ

"اگر مثیل ایلے ایلے سے بڑھ کر ہے تو لازماً مثیل دجال دجال سے بڑھ کر ہوگا"

ایک اور مثال سنیئے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر آپ کی قبر پر ان الفاظ میں ایک کتبہ لگایا گیا۔

"جناب مرزا غلام احمدؐ صاحب قادیانی رئیس قادیان مسیح موعود مجدد صدی چہار دہم (تاریخ وفات ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء)"

اس کتبہ سے صاف معلوم ہوتا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود کو بحیثیت مجدد دنیا کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے۔ نہ بحیثیت نبی کے۔

اتفاق سے ہمارے محترم دوست ملک عبدالرحمٰن صاحب ملٹری اکاؤنٹنٹ راولپنڈی۔ (حال شملہ) ملک فضل کریم صاحب گورنمنٹ کنٹریکٹر اور بعض دیگر احباب ۱۹۲۷ء کے جلسہ سالانہ پر قادیان کی رونق دیکھنے چلے گئے۔ قاضی محمد یوسف پشاوری نے انہیں بہشتی مقبرہ کی زیارت کرائی۔ فاتحہ خوانی کے بعد ملک عبدالرحمٰن صاحب نے کہا کہ یہ کتبہ کب کا لگا ہوا ہے۔ جواب ملا کہ حضرت صاحب کی وفات کے بعد ہی لگایا گیا تھا۔ ملک صاحب خاموش ہو گئے۔ مگر قاضی صاحب نے دریافت کیا کہ اس سوال کا باعث کیا تھا۔ ملک صاحب نے جواب دیا۔ کہ "آج ایک بڑا اہم مسئلہ حل ہوتا نظر آ رہا ہے۔ اس قبر کا کتبہ پکار پکار کر کہہ رہا ہے۔ کہ اندر کون ہے۔ مجدد یا نبی"

قاضی محمد یوسف صاحب خاموش رہنے والے نہ تھے۔ کہنے لگے کہ بات درست ہے کہ کتبہ یہاں لگایا جانا ٹھیک نہیں۔ مگر یہ سب کچھ مولوی محمد علی صاحب کی حرکات ہیں کہ نبی کی بجائے مجدد لکھوا دیا۔

ملک صاحب نے کہا کہ اس سے تو ایک اور بات ثابت ہوتی ہے۔ اور وہ یہ کہ حضرت مولانا محمدؐ علی صاحب ایدہ اللہ بنصرہ کے عقائد اس زمانہ میں بھی وہی تھے۔ جو آج ہیں۔ اور اس وقت بھی وہ نبی نہ مانتے تھے۔ لہٰذا آپ کا حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ پر یہ اعتراض کرنا کہ وہ اس وقت نبی مانتے تھے مگر اب انکار کرتے ہیں۔ غلط ثابت ہوا۔

دوسرے یہ تعجب ہے کہ سیدنا حضرت امیر المومنین اس وقت کتبہ بنواتے ہیں۔ تو حضرت مولانا نورالدین علیہ الرحمۃ بھی خاموشی اختیار کرتے ہیں۔ اور نہیں روکتے۔ نہ ہی کوئی فرد جماعت اعتراض کرتا ہے۔ معلوم یہ ہوتا ہے۔ کہ سب کے یہی عقائد تھے۔

سنتے ہیں۔ کہ اس وقت اس مختصر سے قافلہ زائرین کے ہمراہ ایک جُبّہ پوش مولوی فاضل بھی تھے۔ جنہوں نے کہدیا۔ کہ "صاحب ہم آپ کے ساتھ بحث نہیں کرنا چاہتے۔ کیونکہ خلافت مآب کا یہی حکم ہے کہ ان سے قطعاً مناظرانہ گفتگو نہ کرو"

ملک عبدالرحمٰن صاحب نے اپنے رفقاء سفر کو کہدیا۔ کہ یہ کتبہ ضرور تبدیل کرا دیا جائے گا۔ چنانچہ جب آپ ۱۹۳۱ء میں قادیان گئے۔ تو اس خیال کو لیکر گئے تھے کہ دیکھیں اب کتبے کا کیا حال ہے۔ جب دیکھا تو معلوم ہوا۔ کہ اس چھوٹے سے کتبہ کی بجائے ایک بڑا کتبہ لگا ہے مگر اس پر "مجدد صد چہار دہم" کے الفاظ ندارد ہیں۔ اور یہ مذبوحی حرکت اس لئے عمل میں لائی گئی۔ کہ یہ کتبہ کہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کے خلاف دلیل نہ سمجھ لیا جائے۔

حال ہی میں میرے سامنے ایک نسخہ ٹیچنگز آف اسلام کا پیش ہوا۔ جسے کسی صاحب ابوالمنقل محمود نے انجمن ترقی اسلام سکندر آباد کے لئے شائع کیا ہے۔ ترجمہ تمام کا تمام وہی ہے۔ جو سلطان القلم کے حقیقی جانشین۔ علم و قلم لدنی کے مالک سیدی و مولائی حضرت امیر المومنین مولانا محمد علی ایدہ اللہ بنصرہ کی کوشش کا نتیجہ ہے۔ آج تک قادیانیوں کی طرف سے بھی جب یہ کتاب شائع ہوئی۔ تو اس پر سیدنا حضرت امیر کا نام بحیثیت مترجم درج ہوتا رہا۔ اور کتاب کی ابتدا میں وہی "مقدمہ" شائع ہوتا رہا۔ جو حضرت امیر ایدہ اللہ کے قلم مبارک سے نکلا تھا۔

مگر اب اس کتاب کو شائع کرتے وقت حضرت امیر ایدہ اللہ کا نام بالکل اڑا دیا گیا ہے۔ اور بجائے آپ کے مقدمہ کے ایک نیا مقدمہ لکھا گیا ہے۔ جو پہلے مقدمہ سے ملتا جلتا ہے۔ مقدمہ کے آخر پر سیدنا الامیر ایدہ اللہ کے نام سے ملتا جلتا نام لکھ دیا گیا ہے یعنی

"علی محمدؐ اے اللہ دین ایم۔ اے"

تاکہ فی الفور اس دھوکہ بازی کا علم قارئین کرام کو نہ ہو سکے۔ بادی النظر میں یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہی صاحب "علی محمد اے الہ دین" (الف لیلہ والے نہیں) اس کے مترجم ہیں۔ ہاں الف لیلہ والے الہ دین نے دیانت کو ہاتھ سے نہ جانے دیا تھا۔ مگر ان "علی محمدؐ اے الہ دین" نے بقول

"یا بے ایمانی تیرا ہی آسرا"

تمام مقدمہ میں ایک مرتبہ بھی یہ ذکر نہیں کیا۔ کہ ترجمہ کس بزرگ کا ہے۔ بلکہ شرم و غیرت کو بالائے طاق رکھ کر ایم۔ اے کہلاتے ہوئے دوسرے شخص کی تصنیف کو اپنے نام سے شائع کر دیا۔ کاش کہ ابوالفضل صاحب جو دربار اکبری کے ایک عظیم الشان "رتن" کو اپنی علمی فرد مائیگی اور منحوس شخصیت کے باعث دھبہ لگا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے ارشاد

اعدلوا ھو اقرب للتقویٰ

پر غور کر لیتے۔

ورنہ اس شرافت و دیانت پر کہ مترجم کا نام ہٹا کر اپنا نام درج کر دیا جائے سوائے

"تفو بر تو اے چرخ دوراں تفو"

کے اور کیا کہیں۔ کیا قادیانی احباب ان حقائق پر غور فرمائیں گے؟ (پیغام صلح ۲۶ اگست ۳۶ء صد ۲)

میں تو ہمیشہ اعتدو بمثل ما اعتدیٰ علیکم پر بایں نیت عمل کرتا ہوں۔ کہ شاید اس دارو ئے تلخ سے البادی فریق کے قلبی مرض میں افاقہ ہو۔

اب قبل اس کے کہ میں پیغام کے تازہ گندگی بھرے شاہکار کا تار تار اکھیڑ کر ناظرین کی تفنن طبع اور ازدیاد ایمان کے لئے پر لطف سامان مہیا کروں۔ ایک بار ان کے امیر جناب مولوی محمد علی صاحب کے ذریعہ انہیں متنبہ کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ اگر جناب مولوی صاحب موصوف میرے اس مؤدبانہ نوٹس کی بنا پر اس لکھے پڑھے مجہول القلم تنخواہ دار خوشامدی جانور کو مناسب گوشمالی اور سرزنش بذریعہ اخبار کر دیں۔ تو پھر میری طرف سے بہت حد تک درگذر ہو جائے گی۔ ورنہ بصورت دیگر میرے نوکدار آہنی قلم سے پیغامی زبان اور اسلوب میں بطور ڈیفنس جس قدر بھی لکھا جائیگا۔ اس کے متعلق شکایت بیجا ہو گی۔ اس کے لئے ایک ہفتہ کی مہلت ہے۔ اخبار فاروق مولوی صاحب موصوف کی خدمت میں براہ راست بھیجا جاتا ہے اول تو ان کی ذات گرامی سے مجھے یہی توقع ہے۔ کہ از خود ہی پیغام صلح میں پڑھ کر تنبیہ و سرزنش کرنے کی تحریک پیدا ہو گئی ہو گی۔ بشرطیکہ اس کی خوشامدانہ طرز روک نہ بنی ہو۔ نہیں تو میری اس عرضداشت پر ہی قبلہ مولوی صاحب موصوف کو توجہ ہو جائے۔ تو زہے قسمت۔ ورنہ ؎

پھر نہ کہنا ہمیں خبر نہ ہوئی

بندہ کار و بار لائق بندہ کی بجا آوری کے لئے ہر طرح طیار بر طیار ہے۔ (خاکسار فخر الدین ملتانی)

کواکب دریہ

ایک کتاب کا نام ہے۔ یہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک مخالف مسمّٰے حکیم سید محمد حسن امروہی کی تالیف سے ہے۔ جو اب فوت ہو چکا ہے۔ مولف مذکور کی کئی دیگر تصانیف بھی ہیں۔ منجملہ جن کے معراج الرسول اور تلخیص التواریخ و تفسیر غایۃ البرہان ہے۔ محمد حسن متوفی کا عقیدہ وفات مسیح کا بھی ہے۔ اور مسیح کے ہی صلیب پر چڑھائے جانے کا بھی۔ نیز وہ ریل کو خر دجال اور روس و انگریزوں کو یاجوج ماجوج مانتا ہے۔ مخالفین سلسلہ احمدیہ کو اس کی کتابوں پر بڑا بھروسہ ہے۔ خدا کے فضل سے میں نے اکثر کتابیں ان میں سے دیکھی ہیں۔ آج کل میری نظر کواکب دریہ پر پڑی۔ تو اس میں عجیب و غریب پیشگوئیاں نظر آئیں۔ اس کتاب سے آج جس مضمون کو میں بیان کرتا ہوں۔ وہ وہابیوں کے متعلق مولف کواکب دریہ کا ایک فتویٰ یا پیشگوئی ہے۔ جو خاص فرقہ وہابیہ کے عموماً اور منکر امرتسری کے خصوصاً ملاحظہ کے قابل ہے۔ مؤلف مذکور کواکب دریہ کے صد ۱۴۱ پر حسب ذیل پیشگوئی کرتا ہے

پیشگوئی بحق قوم وہابیہ

حدیث صحیح میں وارد ہے کہ آخر زمانہ میں نکلے گی۔ ایک قوم کہ پڑھیں قرآن اور قول اول کا حدیث ہو۔ اور بے شک آخر زمانہ میں قوم وہابیہ نکلی کہ پڑھتے ہیں قرآن اور قول ان کا حدیث ہے اور حدیث میں ہے۔ کہ نکل جائیں گے دین سے جیسے نکل جاتا ہے تیر شکار سے اگر میں پاؤں قتل کروں۔ مثل قتل قوم عاد کے یعنے یکبارگی۔ اور یہ وہ قوم ہے جو آپ کو اس آخر زمانہ میں عامل بجملہ اوامر کہتی ہے۔ بخلاف حضرات اہل سنت والجماعت کے جو اس آخر زمانہ میں عشر ما امر بہ پر آپ کو عامل نہیں جانتے ہیں۔ پس انہیں کی نسبت ترمذی نے ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ کہ تم ایسے زمانہ میں ہو کہ جو ترک کرے۔ تم میں سے عشر اس شے کا جو امر کئے گئے ہو ہلاک ہو۔ پھر آئے گا زمانہ جو عمل کرے اوس میں عشر ما امر بہ پر نجات پاوے گا۔ پس بحق وہابیہ ارشاد مرتضےٰ کرم اللہ وجہہ خوب ثابت جو فرمایا ہے۔ کہ قریب ہے۔ کہ آوے گا آدمیوں پر زمانہ کہ نہ باقی رہے گا اسلام سے مگر اس کا نام اور نہ باقی رہے گا قرآن سے مگر اس کی رسم۔ اون کی مسجدیں معمور ہونگی و خراب ہونگی ہدایت سے علماء ان کے بدہ ہوں گے آسمان کے ادیم کے نیچے۔ اون سے نکلیگا فتنہ اور ان میں لوٹے گا۔ چنانچہ کوئی ان میں سے نجدی ہے کوئی لامذہب ائمہ کو بد کہنے والا اور قریب زمانہ سے مراد وہی بعد ہزار سال اہل اسلام ہے ..... آخر زمانہ میں یہ وہابیہ ہیں جن کی نسبت وارد کہ ہمیشہ خروج کرتے رہیں۔ اور خروج کی ان کی عادت قدیم ہے۔ اور اس عرصہ میں ان کی مساجد بھری ہوئی ہیں۔ لیکن ایمان اور اسلام کا اسم اور قرآن کی رسم ان میں باقی ہے۔ کہ ایک شخص ہم کو نہیں ملتا جو جواب آیات فاتحہ و حدیث میں مذکور ہیں۔ حق تعالیٰ سے سنتا ہوا انا للہ وانا الیہ راجعون ط انتہیٰ بلفظہ صد ۱۴۱ و ۱۴۲

کیا امرتسری مخالفین ان ہی میں سے حسب منطوق حدیث فہو منہم نہیں ہیں؟ کیا ایڈیٹر النجم واہل فقہ اس پیشگوئی کی تصدیق کریں گے؟ دیدہ باید ؎

بقاء نبوت تا قیامت

اسی کتاب میں نبوت کے متعلق یہ لکھا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ نبوت تشریعی تو ختم ہوگئی۔ لیکن غیر تشریعی کبھی ختم نہ ہوگی۔ چنانچہ مؤلف کے الفاظ یہ ہیں۔ کہ "نبوت لغت میں بمعنے خبر دینے کے ہیں۔ اور آئندہ سے اور اس کی اقسام ہیں۔ مثلاً ایک فال ہے دوسری نجوم ہے۔ تیسری رمل چوتھی جفر پانچویں معائنہ ریکھا چھٹی بمشق مسمریزم ساتویں سرود آٹھویں اختلاع عضو نویں بقیافہ دسویں بممارست قیاس گیارہویں بفراست بارہویں بخصوصیت الٰہیہ ہے۔ جس میں کسب کو دخل نہ ہو۔ اس کی بھی بہت سی اقسام ہیں۔ ایک خواب میں روح اعظم رب خود ارشاد کرے۔ دوسری مشاہدہ روح اعظم کے ارشاد سے تیسرے دوسرا ملک خواب میں کہے جو مشاہدہ میں آجاوے۔ چوتھی کوئی نبی خواب میں فرماوے پانچویں کوئی نبی مشاہدہ میں فرماوے۔ چھٹی بصورت سلسلۃ الجرس خواب میں دریافت ہو۔ ساتویں مشاہدہ میں بطور سلسلۃ الجرس دریافت ہو۔ یہ سخت ترین اقسام وحی سے ہے۔ اور اس میں سے کبھی شیطان بھی چرا بھاگتا ہے۔ آٹھویں روح القدس یعنی اسم رحمٰن ہی رائی کے دل میں نفخ ہو کہ مقام فنا یا بقا میں دریافت ہوا۔ الغرض اصطلاح میں نبوت بخصوصیت الٰہیہ خبر دینے سے عبارت ہے۔ وہ دو قسم کی ہے۔ ایک نبوت تشریعی جو ختم ہو گئی۔ دوسری نبوت بمعنے خبر دادن ہے وہ غیر منقطع ہے۔ پس اس کو مبشرات کہتے ہیں۔ اپنی اقسام کے ساتھ اس میں سے رویا بھی ہے۔ پس واضح ہوا کہ نبوۃ تشریعی ۴۵ حصہ ہے اور مبشرات چھیالیسواں حصہ نبوت اختصاص کا ہے۔ وہ باقی ہے اس میں کچھ حرج نہیں۔" بلفظہ کواکب دریہ ص ۱۴۸ و ۱۴۹

کہاں ہیں تاجران تکفیر۔ ذرا کفر والی صندوقچی نکال کر کواکب دریہ کے مصنف کے ہاتھ بھی تو کچھ فروخت کر کے نفع اٹھائیں۔ آپ کے بازار میں خاصہ مالدار آنکلا۔ کچھ تو اس سے بھی دھول کر لو۔ یہ بھی تو مسیح موعود علیہ السلام کی طرح نبوت غیر تشریعی کو غیر منقطع کہتا اور نبوت کے معنے خبر دینے کے بتاتا ہوا جزوی نبوت کے بقاء کا قائل ہے۔ یہی تو وہ عقیدہ ہے۔ جس کی بناء پر فتویٰ کفر خدا کے مامور و مرسل مسیح موعود علیہ السلام پر آپ کے دربار سے صادر ہو چکا ہے۔ پھر کیوں نہ حکیم امروہی کو حصہ رسد کچھ پہنچے۔ اٹھو اور فوراً سے پیشتر اس مسافر کو لوٹو اور مزین بمواہیر دستاویز تکفیر اس کے گلے میں ڈالدو۔ کیا اہل فقہ و اہل حدیث وغیرہ کچھ ہمت کرینگے؟

احرار اور اتحاد ملت

"اگر آپ صوبہ پنجاب کے ہیں۔ تو اپنے صوبہ کا حال اپنی آنکھوں سے اور اگر باہر کے ہیں۔ تو اخبارات کی مدد سے ملاحظہ کر رہے ہیں۔ مسلمانوں میں کس کی عزت محفوظ ہے؟ سکھوں کے ظلم سے نہیں انگریز کے تشدد سے نہیں۔ ہندوؤں کے تعصب سے نہیں خود مسلمانوں کے ہاتھ اور زبان سے! ابھی خبر آئی کہ فلاں حریت پناہ سکھوں کے ہاتھ بک گئے۔ ابھی اطلاع ملی۔ کہ فلاں قیادت دستگاہ گورنمنٹ سے جا ملے۔ ایک نے قسم کھا کر کہا کہ نیلی پوش سب بے ایمان دغاباز دوسرے نے حلف اٹھا لیا کہ سرخ پوش اول سے آخر تک غدار قوم فروش گویا اسلام۔ ایمان دیانت۔ تقویٰ۔ صداقت کا معیار اب یہ رہ گیا ہے کہ قمیص کون کس رنگ کی پہنے ہوئے ہے۔ عزت دار و "ظفر الملت والدین" ظفر علی خان کی محفوظ ہے اور نہ "امیر شریعت" عطاء اللہ شاہ بخاری کی۔ نہ اس انجمن کی۔ نہ اس مجلس کی۔ بدگمانیاں اور بد زبانیاں انتہاء کو پہنچ گئیں۔ تہمتوں اور فضیحتوں کا ایک مستقل فن (آرٹ) پایہ تکمیل کو پہنچنے لگا۔

جھگڑے کی بنا کہاں سے پڑی مسجد شہید گنج کی شہادت سے مسجد کو شہید سکھوں نے کیا۔ غصہ مسلمانوں کو سکھوں پر آیا۔ حرکت مسلمانوں میں سکھوں کے خلاف پیدا ہوئی۔ قصور مسلمانوں کا کیا۔ تو سکھوں نے۔ گولیاں مسلمانوں پر چلیں تو سکھوں کی حمایت میں۔ لیکن وہ غصہ جب اترنا شروع ہوا۔ تو سکھوں پر نہیں۔ ان کی حامی و ہمدرد حکومت پر بھی نہیں۔ بلکہ خود مسلمانوں پر۔ بادل کی گرج ہوئی سکھوں کے سر پر۔ لیکن طوفان جو آیا تو مسلمانوں کے گھروں پر۔ تلوار کھینچی سکھوں کے خلاف لیکن وار ہوا تو مسلمانوں کی شہ رگ پر۔ کیا خوب "اتحاد ملت" ہے! کیا لاجواب مظاہرہ حریت (یا "احراریت") ہے۔

کماں جانب دیگراں مے کشد
مگر تیر بر جانِ مامے زند،

مسجد کی واپسی کی کیسی بے نظیر تدبیریں ہیں۔ غیروں پر اپنی دھاک بٹھا دینے کا کس قدر بے خطا اور مؤثر ذریعہ ہے!

اکبر نے تخیل کی مدد سے بہت دور بینی کی تو اپنوں پر یہ کہہ کر روئے۔

آپس میں گالیاں ہیں غیروں کی تالیاں ہیں!

لیکن اب محض "گالیاں" کہاں؟ اب تو آپس میں لاٹھیاں بھی ہیں۔ پنجاب کے دلیر۔ دلاور۔ غیور۔ دیانتمند مسلمان اخبارات میں روزمرہ آپ پر یہ خبریں پڑھتے ہیں۔ کہ فلاں سرخ پوش نے فلاں نیلی پوشوں کو ڈنڈوں اور لاٹھیوں سے چور چور کر دیا۔ فلاں نیلی پوش نے فلاں سرخ پوش کو گرم گرم تارکول سے جھلسا کر رکھ دیا۔ فلاں نے فلاں جلسہ کو اینٹیں پھینک پھینک کر درہم برہم کر دیا۔ فلاں نے فلاں پارٹی کے سردار کو سر بازار پیٹ ڈالا۔ اور یہ سب کچھ کہاں ہو رہا ہے؟ خاص اسی صوبہ میں جو خاص مسلمانوں کا صوبہ کہا جاتا ہے جو سارے مسلمانان ہند کی امیدوں کا مرکز و مرجع ہے۔ عبرت کا کوئی خیالی فرضی مرقع اس حقیقی اور حالی نقشہ سے بڑھ کر ہو گا۔" (صدق ۱۱ اگست ۱۹۳۶ء)

مشین گن

آریہ سماج اور ویدک دھرم کی تردید میں لاجواب کتاب جواب لکھنے والے کو دو سو روپیہ انعام کا وعدہ ایڈیٹر فاروق کی قلم سے۔ ۵ کے ٹکٹ ڈاک بھیجکر دفتر فاروق قادیان سے ایک نسخہ منگوا کر لطف اٹھائیں۔ مینیجر فاروق

(الفضل میں ہے کہ ۲۵ اگست کو قادیان میں بارش ہوئی۔ فاروق نے ۲۶ کو لکھا کہ ہوئی ہوگی۔ ہم نے تو نہیں دیکھی)